rekhta

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی
مظفؔر رزمی

مصحفیؔ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا
مصحفیؔ غلام ہمدانی

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے
ناطقؔ لکھنوی

ان کا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے
جگرؔ مراد آبادی

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں
فراقؔ گورکھپوری

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

امیر اللہ تسلیمؔ

خود اپنی مستی ہے جس نے مچائی ہے ہلچل
نشہ شراب میں ہوتا تو ناچتی بوتل

عارفؔ جلالی

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

خواجہ میر دردؔ

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو
تم کو دیکھیں کہ تم سے باتیں کریں

فراقؔ گورکھپوری

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

جعفر علی حسرتؔ

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مہتاب رائے تاباںؔ

دیا خاموش ہے لیکن کسی کا دل تو جلتا ہے
چلے آؤ جہاں تک روشنی معلوم ہوتی ہے

نشورؔ واحدی

نہ میں سمجھا نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پوچھیے اپنی جبیں سے

انورؔ دہلوی

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

حیدر علی آتشؔ

بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
جہاں دریا سمندر سے ملا دریا نہیں رہتا

بشیر بدرؔ

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

مرزا غالبؔ

بھانپ ہی لیں گے اشارہ سر محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

مادھورام جوہرؔ

ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

داغؔ دہلوی

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

افتخارؔ عارف

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

حیرتؔ الہ آبادی

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتبار کھوتی ہے
ولی محمد ولؔی

صبح کو آئے ہو نکلے شام کے
جاؤ بھی اب تم مرے کس کام کے
حفیؔظ جونپوری

راہِ دُورِ عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
میر تقی میؔر

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالؔب یہ خیال اچھا ہے
مرزا غالؔب

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میؔر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے
میر تقی میؔر

عمر تو ساری کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

مومن خاں مومنؔ

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

مرزا عظیم بیگ عظیمؔ

انداز اپنا دیکھتے ہیں آئنے میں وہ
اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو

نظامؔ رامپوری

اور ہوں گے تری محفل سے ابھرنے والے
حضرت داغؔ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

داغؔ دہلوی

کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی
یوں کوئی بے وفا نہیں ہوتا

بشیرؔ بدر

کچھ تمہاری نگاہ کافر تھی
کچھ مجھے بھی خراب ہونا تھا
اسرار الحق مجازؔ

میں نے سمجھا تھا کہ لوٹ آتے ہیں جانے والے
تو نے جا کر تو جدائی مری قسمت کر دی
احمد ندیمؔ قاسمی

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے
مظہرؔ مرزا جان جاناں

چلو اچھا ہوا کام آ گئی دیوانگی اپنی
وگرنہ ہم زمانے بھر کو سمجھانے کہاں جاتے
قتیلؔ شفائی

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشااللہ
کچے دھاگے سے چلے آئیں گے سرکار بندھے
انشاؔ اللہ خاں

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

فانیؔ بدایونی

ذرا وصال کے بعد آئنہ تو دیکھ اے دوست
ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

فراقؔ گورکھپوری

دل ابھی پوری طرح ٹوٹا نہیں
دوستوں کی مہربانی چاہیے

عبدالحمید عدمؔ

پوچھا اُن سے چاند نکلتا ہے کس طرح
زلفوں کو رخ پہ ڈال کے جھٹکا دیا کہ یوں

آرزوؔ لکھنوی

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا

ندؔا فاضلی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک

مرزا غالبؔ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محمد اقبالؔ

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

قمرؔ بدایونی

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فرازؔ
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

احمد فرازؔ

ہمیں بھی آ پڑا ہے دوستوں سے کام کچھ یعنی
ہمارے دوستوں کے بے وفا ہونے کا وقت آیا

ہری چند اخترؔ

کس نے بھیگے ہوئے بالوں سے یہ جھٹکا پانی
جھوم کر آئی گھٹا ٹوٹ کے برسا پانی
آرزو لکھنوی

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں
فراق گورکھپوری

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا
پروین شاکر

جاتی ہوئی میت دیکھ کے بھی واللہ تم اٹھ کے آ نہ سکے
دو چار قدم تو دشمن بھی تکلیف گوارا کرتے ہیں
قمر جلالوی

اپنی مٹی ہی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے
اقبال عظیم

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی اُلّو کافی تھا
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

شوقؔ بہرائچی

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

میاں داد خاں سیاحؔ

شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

عبدالحمید عدمؔ

لپٹ جاتے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے
الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

داغؔ دہلوی

بات وہ کہیے کہ جس بات کے سو پہلو ہوں
کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کے لئے

بیخودؔ دہلوی

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

داغؔ دہلوی

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

مرزا غالبؔ

شب کو مے خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

جلیلؔ مانک پوری

دور سے آئے تھے ساقی سن کے مے خانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

نظیرؔ اکبرآبادی

وہ کون ہیں جنہیں توبہ کی مل گئی فرصت
ہمیں گناہ بھی کرنے کو زندگی کم ہے

آنند نرائن ملاؔ

آنکھ پڑتی ہے کہیں پاؤں کہیں پڑتا ہے
سب کی ہے تم کو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں

محمد علی تشنہؔ

ہے جوانی خود جوانی کا سنگار
سادگی گہنہ ہے اس سن کے لیے

امیرؔ مینائی

شب وصال ہے گل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

داغؔ دہلوی

شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

نواب محمد یار خاں امیرؔ

اب اداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

شعیبؔ بن عزیز

اے مصحفی تو ان سے محبت نہ کیجیو
ظالم غضب ہی ہوتی ہیں یہ دلی والیاں

مصحفی غلام ہمدانی

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیرا انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

خواجہ محمد وزیرؔ لکھنوی

نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بے زار ہو جائے

نامعلوم

کیسے آکاش میں سوراخ نہیں ہو سکتا
ایک پتھر تو طبیعت سے اچھالو یارو

دشینتؔ کمار

سب کا تو مداوا کر ڈالا اپنا ہی مداوا کر نہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے اپنا ہی گریباں بھول گئے

اسرارالحق مجازؔ

اے ذوقؔ تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا

شیخ ابراہیم ذوقؔ

اب تو اتنی بھی میسر نہیں مے خانے میں
جتنی ہم چھوڑ دیا کرتے تھے پیمانے میں

دوا کر راہیؔ

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

شیخ ابراہیم ذوقؔ

راہ پر ان کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں دو چار ملاقاتوں میں

نامعلوم

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

مرزا غالبؔ

دیکھ زنداں سے پرے رنگ چمن جوش بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

مجروحؔ سلطانپوری

رخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

داغؔ دہلوی

عشق جب تک نہ کر چکے رسوا
آدمی کام کا نہیں ہوتا

جگرؔ مرادآبادی

ہزاروں کام محبت میں ہیں مزے کے داغؔ
جو لوگ کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

داغؔ دہلوی

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

مرزا غالبؔ

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں
واجد علی شاہ اختؔر

وقت دو مجھ پر کٹھن گزرے ہیں ساری عمر میں
اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد
مضطؔر خیر آبادی

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں
احمد فرازؔ

اچھا خاصا بیٹھے بیٹھے گم ہو جاتا ہوں
اب میں اکثر میں نہیں رہتا تم ہو جاتا ہوں
انور شعورؔ

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں
میر تقی میرؔ

نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حسرتؔ موہانی

اے صنم وصل کی تدبیروں سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

مرزا رضا برقؔ

شہر میں کس سے سخن رکھئے کدھر کو چلئے
اتنی تنہائی تو گھر میں بھی ہے گھر کو چلئے

نامعلوم

یہ جب ہے کہ اک خواب سے رشتہ ہے ہمارا
دن ڈھلتے ہی دل ڈوبتے لگتا ہے ہمارا

شہریارؔ

گھر سے مسجد ہے بہت دور چلو یوں کر لیں
کسی روتے ہوئے بچے کو ہنسایا جائے

ندؔا فاضلی

نئے دیوانوں کو دیکھیں تو خوشی ہوتی ہے
ہم بھی ایسے ہی تھے جب آئے تھے ویرانے میں
احمد مشتاقؔ

اب کے اس بزم میں کچھ اپنا پتا بھی دینا
پاؤں پر پاؤں جو رکھنا تو دبا بھی دینا
ظفرؔ اقبال

زمیں کے گرد بھی پانی زمیں کی تہہ میں بھی
وہ شہر جم کے کھڑا ہے جو تیرتا ہی نہ ہو
منیرؔ نیازی

آج بھی شاید کوئی پھولوں کا تحفہ بھیج دے
تتلیاں منڈلا رہی ہیں کانچ کے گلدان پر
شکیبؔ جلالی

کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا
غلام محمد قاصرؔ

عجیب ہوتے ہیں آداب رخصت محفل
کہ اُٹھ کے وہ بھی گیا جس کا گھر نہ تھا کوئی
سحرؔ انصاری

ضبط گریہ کبھی کرتا ہوں تو فرماتے ہیں
آج کیا بات ہے برسات نہیں ہوتی ہے
حفیظؔ جالندھری

روز اچھے نہیں لگتے آنسو
خاص موقعوں پہ مزا دیتے ہیں
محمد علویؔ

جس کو جانا ہی نہیں اس کو خدا کیوں مانیں
اور جسے جان چکے ہیں وہ خدا کیسے ہو
شہزادؔ احمد

اس جگہ کے آ وہ بیٹھا ہے بھری محفل میں
اب جہاں میرے اشارے بھی نہیں جا سکتے
فرحتؔ احساس

RekhtaOfficial

Rekhta_Foundation

@Rekhta

JashneRekhtaOfficial

CONTACT@REKHTA.ORG